دستک۔

(روبینہ فیصل)

rubyfaisal@hotmail.com

کیچڑ میں کنول کھلتے رہیں گے۔

عام طور پر ہم پاکستانیوں کا شیوہ یہ ہے کہ ہم کرسی کو اور کرسی والے کو سلام کرتے ہیں۔ عہدے اہم اور علم غیر اہم ہو چکا ہے۔ دانش کی نہیں، مادیت کی قدر رہے۔ یہ باتیں بہت بار دہرائی جاتی ہیں اور شائد اسی لئے اپنے معنی بھی کھو چکی ہیں۔

پاکستان کے ایک پرائیوٹ چینل پر چلنے والا ایک مقبول ترین طنز و مزاح سے بھر پور پروگرام جس میں سہیل احمد (عزیزی) جیسا سچا فنکار اپنے پورے جلوؤں کے ساتھ لوگوں کو دہشت اور وحشت کے اس دور میں بھر پور معیاری تفریح کے ساتھ ساتھ مثبت تنقید بھی فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح کے ایک پروگرام میں اس نے بیرون ملک پاکستانی قونصلیٹ دفتروں کو تنقید کا نشانہ بنایا، جو حسبِ معمول پاکستان کی بھلائی کے لئے تھی۔ اس میں عزیزی نے قونصلیٹ دفتروں کی کمیاں کجیاں ظاہر کیں اور سفارشی برتیوں کو بری طرح تنقید کا نشانہ بنایا۔ میں وہ پروگرام دیکھ کر لاپرواہی سے زندگی میں خاموشی سے آگے کو چلتی جاتی، مگر میں چند منٹوں کے اس سیگمنٹ پر رک گئی، سوچا اور فیصلہ کیا کہ اگر میں نے کیچڑ میں کھلا پھول دیکھا ہے تو اس کا ذکر کرنا میرا فرض ہے۔ کیونکہ پاکستان اور دنیا میں جہاں جہاں بھی پاکستانی ہیں ان کے اندر مایوسی کا اندھیرا اس قدر گہرا ہو چکا ہے کہ جو روشنی مجھے نظر آ رہی ہے میں باقی سب کو بھی دکھلاؤں۔

ہم جب تنقید کے لئے ہر وقت اپنے ناخن تیز کئے بیٹھے رہتے ہیں تو تعریف کے لئے چند الفاظ لکھتے ہوئے کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کسی سرکاری افسر کی تعریف میرے جیسا انسان کرتے ہوئے یوں بھی اپنے آپ سے ہی خوفزدہ رہتا ہے کہ کہیں یہ خوشامد کے زُمرے میں نہ آ جائے۔ خوداری اور انا کو ٹھونک بجا کر بار بار دیکھنا پڑتا ہے کہ کہیں ان کو ٹھیس نہ لگ جائے۔ کینڈا میں پاکستان کے قونصل جنرل عمران علی کے عہدے کے ساتھ سابق لگتے ہی میری مشکل آسان ہو گئی، تسلی ہو گئی کہ میرا قلم کرسی کو، عہدے کو یا مادیت کو سلام نہیں کر رہا بلکہ نہایت سچائی اور ایمانداری کے ساتھ ایک مخلص، نیک دل اور ہمدرد انسان کو سلام پیش کر رہا ہے۔ جس طرح وہ اپنے حصے کا فرض ایمانداری سے بنھا گیا اب یہ میرے قلم کا فرض ہے کہ اس کی کاوشوں کو خراجِ تحسین پیش کروں تا کہ لگن سے کام کرنے والوں کا یہ قافلہ بڑھتا جائے، اور وہ تعریف جو کرسی کے سامنے بیٹھ کر نہیں ہوتی، وہ ان لوگوں کا حوصلہ پختہ رکھتی ہے جو زندگی میں خواب اور مقصدیت لے کر چلتے ہیں۔ ان کی ہمت بندھانے کو انہیں یہ بتانا ضروری ہوتا ہے کہ ان کا کام قابلِ ستائش ہے۔

پاکستانی قونصلیٹ ٹورنٹو جس کی حالت بہت ہی ناگفتہ بہ تھی پر میں پہلے بھی قلم گھسیٹ چکی ہوں۔ وہاں جا کر ہمیشہ پاکستان کی یاد تازہ ہوتی تھی، جیسے ایک صاحب PIA میں سفر کر رہے تھے، ائیر ہوسٹس کو پاس بلا کر کہنے لگے یہاں مجھے بالکل گھر والا ماحول مل رہا ہے۔ وہ بہت خوش ہوئی ابھی اس کے دانت پوری طرح نکلے بھی نہ تھے کہ صاحب فرمانے لگے۔۔۔ نہ گھر میں میری کوئی عزت ہے نہ یہاں۔۔ تو یہی حال پاکستانی قونصلیٹ کا تھا جہاں پاکستان کے سات رنگ موجود تھے۔

جس طرح زرداری صاحب کی حکومت میں ہر کام کمیشن کا محتاج ہو کر رہ گیا تھا اسی طرح پاکستانی قونصلیٹ جو منی پاکستان ہے یہاں بھی یہی صورتحال تھی۔ پاکستان کے کسی بھی دفتر کے باہر پھرنے والے ایجنٹس کی طرح یہاں بھی قونصلیٹ تک عام لوگوں کی رسائی نہ ہونے کی وجہ سے مکھیوں کی طرح ایجنٹس بھنبھنانے لگے تھے، پاکستانی پاسپورٹس کا حصول اس مافیا کا محتاج ہو گیا تھا جو فی پاسپورٹ پانچ سے چھ ہزار ڈالرز شہد کی طرح چوسنے لگے۔

لمبی لمبی لائینیں، دفتری کاروائیاں، ایک ہی وقت میں معلومات نہ دینا اور لوگوں کو پاکستانی مخصوص انداز میں چکر لگوانا بلکہ انہیں چکرا کے رکھ دینا۔ قونصل جنرل کا چندا ماموں کی طرح بچوں کی پہنچ سے بہت دور رہنا، جسے قریب سے وہ صرف خواب میں ہی دیکھ سکتے تھے۔ قونصلیٹ کے عام افسروں کا بار بار لنچ ٹائم۔ اور لوگوں کا وہاں چھوٹے سے کام کے لئے گھنٹوں بھوکوں مرنا۔ یہ سب قصے ہیں قبل از عمران علی۔ اس نوجوان نے دیکھتے ہی دیکھتے پاکستانی قونصلیٹ کو مکمل طور پر نہ سہی مگر کینیڈین آفسز کے قریب تر کر دیا۔ عمران علی نگران قونصل جنرل کے عہدے پر تقریبا ایک سال رہے مگر دیکھتے ہی دیکھتے قونصلیٹ کا نقشہ بدل دیا۔ پاسپورٹ کا حصول اس قدر آسان بنا دیا گیا کہ باہر بیٹھا مافیا اپنی موت آپ مر گیا جس نے مرتے مرتے تعفن پھیلانے کی کوشش کی مگر پاکستانی قونصلیٹ نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دھمکیوں کو مرتبان میں بند کر کے اوپر کپڑا باندھ دیا۔ آہستہ آہستہ بُو بھی دم توڑ گئی۔ عام لوگوں کے کام مناسب وقت میں ہونے لگے، اور جو کام آج تک کسی پاکستانی قونصلیٹ نے نہیں کیا ہوگا کہ ویب سائٹ پر 24 گھنٹے کے لئے ایمرجنسی رابطے کا نمبر دے دیا گیا۔ یعنی پاکستانی قونصلیٹ فقط ایک SMS کے فاصلے پر۔

قونصلیٹ میں کینٹن اور بچوں کے کھیلنے کے ایریاز بنا دئے گئے۔ بارہ سالوں میں ٹورنٹو میں ہم نے کبھی پاکستانی قونصلیٹ کو اتنا کمیونٹی فرینڈلی نہیں دیکھا۔ اسی روشن دور میں پاکستانی قونصلیٹ کے نئے دفتر کی افتتاحی تقریب میں مختلف نظریات اور مختلف فرقوں کے لوگوں کو ایک چھت کے نیچے دیکھنے کا معجزہ نظر آیا۔ پاکستانی کمیونٹی کے مسائل کو کینیڈین حکومت تک بھی پہنچانے کی بہت مخلص کوششیں نظر آئیں ۔ مثال کے طور پر یہ بات کینیڈین آفیشل کے سامنے تقریر میں رکھنا کہ ساؤتھ ایشیا میں پاکستان ہی کیوں ایسا ملک ہے جس کے باسیوں کو اپنے شریکِ حیات کو پاکستان سے بلانے کے لئے ۲۶ مہینے کا عرصہ درکار رہے باقی جب کہ اس خطے کے سارے ممالک کیلئے spousal visa ملنے کا وقت چھ مہینے ہے۔ عمران علی نے پاکستانی کمیونٹی کے مسائل کے حل کو فوقیت دی نہ کہ کینیڈین افسران کے ساتھ اپنے تعلقات خوشگوار بنانے میں لگے رہے۔ اگر ہم بغیر کسی لالچ یا ذاتی مفاد کے ایسے افسران کی تعریف نہیں کریں گے تو ہم نہ صرف ایسے لوگوں کو مایوسی میں دھکیلیں گے بلکہ انہی کی طرح کے دوسرے آنے والے لوگوں کی پہلے سے ہی حوصلہ شکنی کا باعث بن جائیں گے۔

پاکستان کے مایوس کن حالات اور داخلی انتشار کی وجہ سے وہ ایماندار اور فرض شناس افسران جو بیرون ملک تعینات ہوتے ہیں دوہرے تہرے کرب کا شکار ہوتے ہیں، ایک طرف ان اٹھارہ کروڑ لاچار پاکستانیوں کی مایوسی کا بوجھ اپنے سینے پر اٹھائے ہوتے ہیں، دوسری طرف حکمرانوں کی نااہلیوں کے اپنوں اور غیروں سے مستقل طعنے سنتے ہیں، تیسری طرف اپنی کمیونٹی کی بھلائی کی کوشش میں دونوں طرف سے عدم اعتماد کا شکار ہوتے ہیں، کمیونٹی بات بات پر شاکی، مقامی حکومت اس بات پر شاکی کہ بھائی آپ کیوں ہم سے اتنے شاکی۔ اس

لئے جو آج کے زمانے میں دنیا میں آپ کے لئے سر اٹھا کر جینے کی لڑائی لڑے تو ایسے انسان کا ساتھ ضرور دیں اور اس کو اتنا ضرور سراہیں کے اس کے بعد آنے والے اتنی ہی بہادری کے ساتھ ایمانداری اور نیکی کا کام جاری رکھیں۔ ورنہ تو سچ کی مستقل بنیادوں پر ایسی حوصلہ شکنی ہوگی کہ پاکستان اور پاکستانیوں سے سچ کا جنازہ ہمیشہ کے لئے اٹھ جائے گا۔

۔ہم سب پاکستانی، نفیس زکریا نئے قونصل جنرل کو اس امید کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں کہ وہ مخلص اور کمیونٹی کا درد رکھنے والے سابقہ قونصل جنرل کی محنت سے ڈالی گئی روایات کو جاری رکھیں گے کیونکہ دستک پروگرام میں کئے گئے انٹرویو میں اُن میں بھی مجھے بیوروکریسی کا رنگ کم اور لوگوں کی خدمت کا جذبہ زیادہ نظر آیا۔ یوں ہی دیئے سے دیئے جلتا ہے اور روشنی پھیلتی ہے۔ اور کیچڑ میں کھلے کنول کی تعریف ان پھولوں سے کہیں زیادہ ضروری ہے جو خوبصورت باغ میں کھلتے ہیں۔